مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی
استاذ مدرسہ عربیہ - نیو ٹاؤن کراچی

روزہ
قرآنِ کریم کی روشنی میں

ن کریم

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاماً معدودات فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اُخر و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون -

(۱) اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا امید ہے کہ تم متقی بن جاؤ، تھوڑے دن روزہ رکھ لیا کرو۔ پھر جو شخص تم میں بیمار یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے اور جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں ان کے ذمہ فدیہ ہے کہ وہ ایک غریب کو کھانا کھلائیں، اور جو شخص خوشی سے خیر کرے تو یہ اس شخص کے لئے اور بھی بہتر ہے اور تمہارا روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے اگر تم خبر رکھتے ہو۔

(۲) شھر رمضان الذی اُنزل فیہ القراٰن ھدی للناس و بینٰت من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ و من کان مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اُخر یرید اللہ بکم الیُسر و لا یرید بکم العسر و لتکملوا العدۃ و لتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم و لعلکم تشکرون -

ماہ رمضان ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھلانے والی اور حق باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے اس کو لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا اس لئے یہ طریقہ تمہیں بتایا جا رہا ہے کہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور جس ہدایت سے اللہ نے

تمہیں سرفراز کیا ہے اس پر اللہ کی کبریائی کو اظہار و اعتراف کرو اور شکر گذار بنو۔

(۳) واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون۔

(البقرہ ع ۶ پ ۲)

اور اے نبی میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔ جب مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں لہذا انہیں چاہئے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں یہ بات تم انہیں سنا دو شاید کہ وہ راہ راست پا لیں۔

یہ آیات کریمہ سورۂ بقرہ کی ہیں جو بالاتفاق مدنی سورت ہے۔ اس سورہ مبارکہ کے پہلے حصہ میں روئے سخن منکرین قرآن کی طرف ہے۔ اس لئے سب سے پہلے قرآن کریم کی حقانیت ثابت کی اسی کے ساتھ اس کے ماننے والے اور نہ ماننے والے فریقوں کو ذکر کیا، پھر توحید و رسالت کو ثابت کیا، بعد ازاں بنی اسرائیل پر انعامات خداوندی کو بیان فرمایا وہاں سے قبلہ کی بحث چلی اس کو بیان کرکے صفا و مروہ کے ذکر پر ختم کیا، اس حصے کے آخر میں شرک کے اصول و فروع کا ابطال کیا۔

دوسرے حصے میں زیادہ تر خطاب مسلمانوں اور قرآن کریم کے ماننے والوں سے ہے، قرآن کریم کے ماننے والوں کو تعلیم و ہدایت سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ اس تعلیم و ہدایت کا عنوان "بِرّ" ہے جو تمام ظاہری و باطنی طاعات کو شامل ہے، سب سے پہلے "بِرّ" کے اہم اصول بیان فرمائے اس کے بعد "بِرّ" کے فروع و جزئیات کو بیان فرما کر اس حصے کو بشارت و مژدہ رحمت و مغفرت پر ختم فرمایا۔

فروع و جزئیات بِرّ میں سے پہلا حکم قصاص کا ہے دوسرا وصیت کا تیسرا روزہ کا۔ روزہ کی فرضیت کے سلسلہ میں سب سے پہلی آیت یہی ہے، ارشاد فرمایا۔

یا ایھا الذین اٰمنوا (اے ایمان والو) اس طرح خطاب کرکے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ کے جذبہ ایمان کو بیدار کیا جا رہا ہے کہ تم پر ایک اہم ترین عبادت فرض کی جا رہی ہے اس لئے تم اس عبادت کو جذبہ ایمان و ... سے ادا کرنا اور اس عبادت کے حقوق و آداب کی پوری پوری نگہداشت رکھنا۔ کتب علیکم (تم پر فرض کیا گیا، لازم کیا گیا، لکھ دیا گیا) "کُتِبَ" کتابت سے ماضی مجہول کا صیغہ ... کتابۃ کے معنی جمع کرنے، جوڑنے اور لکھنے کے ہیں، پھر کبھی اس لفظ کو بول کر اس سے کسی چیز کو لازم کرنا، ثابت کرنا ... کرنا مراد لیا جاتا ہے، امام راغب نے کہا کہ کتابۃ آخری درجہ ہے۔ پہلا درجہ ارادہ ہے، پھر قول، تیسرا اور آخری درجہ کتابۃ ہے۔ اس لئے کتب کے لفظ میں "فرض" سے ... تاکید اور زور ہے، اس اہم ترین عبادت کے لئے تاکید ... لفظ کا استعمال اس لئے ہے کہ لوگ اس عبادت سے فرار اختیار نہ کریں اور جس طرح اس کی فرضیت نہایت تاکید ... گئی ہے اسی طرح اس کی ادائیگی بھی نہایت اہتمام اور ظاہر و باطن کی ہم آہنگی سے ہو، جیسا کہ ابھی عرض کیا "کُتِبَ" ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ فاعل ظاہر نہیں کیا گیا یعنی یہ نہیں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کیا کیونکہ فرض کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے خواہ اس کو ظاہر کیا جائے یا نہ ... صاحب "البحر المحیط" نے اس سلسلہ میں ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے:

> اس آیت اور اس سے پہلے قصاص، وصیت کی آیات میں تینوں جگہ فعل مجہول ذکر فرمایا کیونکہ یہ تینوں حکم سخت اور مشکل ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے جس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے ظاہری طور پر صراحتاً اپنی طرف نسبت نہیں کی برخلاف ایسے امور کے

جن میں راحت بشارت ہے ان کی طرف صراحۃً اپنی نسبت کی چنانچہ فرمایا کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ (تمہارے رب نے اپنے پر رحمت لکھ لی ہے) کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی (اللہ تعالیٰ نے یہ امر لکھ لیا ہے کہ مجھے اور میرے رسولوں کو غلبہ حاصل ہوگا) سوال ہوا کہ یہود پر قصاص کی فرضیت کو اللہ تعالیٰ نے جب بیان فرمایا ہے تو وہاں فعل مجہول استعمال نہیں فرمایا بلکہ فعل معروف استعمال فرمایا، چنانچہ ارشاد ہے وکتبنا علیہم ان النفس بالنفس (اور ہم نے ان پر فرض کیا تھا کہ جان کے بدلے جان) اس کا جواب یہ ہے کہ یہود اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے سرکشی میں حد سے آگے بڑھے ہوئے تھے اس لئے وہاں صراحت کی ضرورت نہیں اور یہ لوگ اپنے اعمال بد کی وجہ سے اس قابل نہیں رہے تھے کہ احکام شاق دیتے وقت اغماض کا برتاؤ کیا جائے۔[۲]

الصیام (روزہ) صیام، صام (فعل) کا مصدر ہے جیسے قام کا قیام، صوم، صیام کے لغوی معنی کسی چیز سے رک جانے کے ہیں خواہ وہ کھانے پینے کی چیز ہو یا بات چیت ہو یا چلنا پھرنا ہو، اسی لئے جو گھوڑا نہ کھائے اور نہ چل سکے اس کو "فرس صائم" کہا جاتا تھا۔ پانی نکالنے کی چرخی اگر چل نہ سکے تو اس کو "بکرۃ صائمۃ" کہتے تھے، اسی طرح ہوا اگر رک جائے اور چلنا بند کر دے تو اس کو "الریح الصائمۃ" کہا جاتا تھا۔ ٹھیک دوپہر کا وقت جب سورج خط نصف النہار پر آجائے ایسے مواقع پر کہا کرتے تھے "صام النہار"[۳] ہم لغوی معنی کی وضاحت ذرا تفصیل سے اس لئے کر رہے ہیں تاکہ اس کی لغوی حقیقت واضح ہو سکے کیونکہ شریعت لغوی معنی اور اس کی نزاکتوں کو برقرار رکھ کر صرف قیود و شرائط کا اضافہ کرتی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رح کے فقہی ذوق نے تو لغوی معنی کو بڑی اہمیت دی ہے اور آپ نے بہت سے احکام لغوی اشارات سے ثابت کئے ہیں۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

روزہ شرعی یہ ہے کہ طلوع فجر سے لے کر غروب تک کھانے پینے، جنسی تعلق سے نیت کے ساتھ اجتناب رکھنا لغوی اشارات کو شرعی معنی کے ساتھ ملانے سے واضح ہوتا ہے کہ صحیح اور کامل روزہ وہ ہے کہ جس میں کھانے پینے اور جنسی تعلق کے پرہیز کے ساتھ ہی ساتھ بُری باتوں اور بُری جگہ چلنے پھرنے سے بھی پرہیز کیا جائے، اور اس طرح اپنے قلب و نظر میں روزہ کے روحانی مہر جہاں تاب کی روشنی جذب کی جائے جب وہ ٹھیک دوپہر کے وقت اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ جلوہ فگن ہوتا ہے اور گناہوں کے معاملہ میں اس طرح سخت ہو جائے جس طرح چرخی سخت ہو کر گھومنے سے انکار کر دیتی ہے، اگر اس طرح روزہ رکھ لیا جائے تو اس کے روحانی فوائد ظاہر ہوں گے، اور بشارت و رحمت الٰہی کی ہوائیں چلنا شروع ہو جائیں گی۔ اور معاصی و ذنوب کی باد صرصر ہمیشہ کے لئے رک جائے گی۔

کما کتب علی الذین من قبلکم (جس طرح کہ تم کو پہلے لوگوں اور امتوں پر فرض کیا گیا) اس سے معلوم ہوا کہ روزہ مذاہب و ادیان کی قدیم ترین عبادت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ روزہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرض کیا گیا تھا، مذاہب کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذاہب سماوی اور غیر سماوی میں روزہ کی عبادت جاری رہی، بت پرستوں تک میں روزہ ایک عبادت کی حیثیت سے معروف ہے موجودہ توریت میں صراحۃً تو روزہ کا حکم نہیں ملتا البتہ روزہ داروں کی مدح و توصیف بار بار ملتی ہے، ایک جگہ یہ بھی کہا

---

[۱] البحر المحیط ص ۲۹ ج ۲ [۲] تفسیر کبیر ص ۱۲۸ ج ۲ [۳] کشاف ج ۱ ص ۲۵۲

ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک موقعہ پر چالیس روزے رکھے تھے، جس کی یادگار میں یہودی اب بھی ایک ہفتہ روزہ رکھتے ہیں، اس کے علاوہ ان کے یہاں ساتویں مہینہ کی دس تاریخ کو دن رات کا روزہ بھی فرض ہے غالباً یہ عاشورا کا روزہ ہے، ان کے علاوہ ان کے یہاں کچھ اور بھی روزے ہیں جو صرف دن کے وقت رکھے جاتے ہیں، انجیل میں بھی روزہ کی فرضیت کا کوئی صریح حکم نہیں ملتا البتہ روزہ کا ذکر اور اس کی تعریف کئی جگہ ملتی ہے۔ ایک جگہ یہ بھی ہے کہ روزہ دار کو چاہئے کہ وہ اپنے کسی ظاہری حال سے روزہ ظاہر نہ کرے اسی لئے اس کو حکم دیا ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں بالوں میں تیل لگائے اور چہرہ صاف کرتا رہے تاکہ ریاکاری میں مبتلا نہ ہو۔

کلیسا نے نصاریٰ پر متعدد روزے فرض کئے، ان کے یہاں روزوں کی بعض دلچسپ قسمیں ہیں۔ روزہ کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس میں صرف گوشت کا روزہ ہوتا ہے، بعض صرف مچھلی کا بعض میں صرف دودھ کا۔

آیت کریمہ میں فرمایا جا رہا ہے کہ روزہ جب پچھلی ساری امتوں پر فرض کیا گیا تھا تو پھر کس طرح فرض نہیں ہوتا جبکہ تم پر جہاد فی سبیل اللہ فرض ہے۔ اور تم کو انسانیت کی ہدایت کے لئے ایک مثالی امت بنایا گیا ہے، امام راغب سے ایک اور وجہ سنئے۔

> روزہ کے دو بڑے فائدے ہیں ایک تو یہ کہ ملاء اعلیٰ کے ساتھ کچھ نہ کچھ مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ معاصی اور گناہوں سے پرہیز کی تربیت ہو جاتی ہے۔

رہا یہ امر کہ آیت کریمہ میں یہ کیوں فرمایا کہ تم پر روزہ اس طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے دوسری امتوں پر تو اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ ایک عبادت شاقہ ہے جب مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم پر یہ کوئی نئی عبادت نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے لوگ بھی اس عبادت سے فائدہ اٹھا چکے ہیں تو مسلمانوں پر یہ عبادت آسان ہو جائے گی۔[۱]

لعلکم تتقون (اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ)

روزہ کی فرضیت اور اس کی تعلیم کے بعد اس کی حکمت نہایت مختصر مگر جامع لفظ میں بیان کی جا رہی ہے کہ روزہ تم پر اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ توقع ہے کہ تم اس سے تقویٰ شعار بن جاؤگے، روزہ سے تربیت تقویٰ اس طرح ہے کہ روزہ دار اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حلال اور مباح چیزوں سے پرہیز کرتا ہے اور اس پر مسلسل عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں حرام چیزوں سے پرہیز اور اجتناب کا ایک داعیہ پیدا ہوگا جو اس کی زندگی کو تقویٰ اور صبر سے آراستہ کر دیگا تقویٰ اور صبر پیغمبرانہ اخلاق کے دو اہم ستون ہیں، تقویٰ کو تو قرآن کریم نے بتلایا اور صبر کو حدیث نبوی نے آشکارا کیا ارشاد ہے، الصیام نصف الصبر[۲] (روزہ کل صبر کا نصف ہے) پھر اس حکمت کو بیان کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ چند وجوہ سامنے آتے ہیں ایک وجہ تو یہ ہے کہ حکمت بیان کرنے کے بعد عبادت شاقہ آسان ہو جاتی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ بت پرست اقوام کا تصور یہ تھا کہ ان کے خود ساختہ خدا کبھی ناراض ہو جاتے ہیں اسی طرح کبھی ان کو خوش اور راضی کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، ان کی ناراضی دور کرنے اور ان کو خوش کرنے کا راستہ ایک ہی ہے کہ خود کو تکلیف میں ڈالا جائے اس کے لئے وہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے، بت پرست اقوام کا یہ تصور اہل کتاب میں بھی آ گیا تھا، اس تصور کے برخلاف اسلام اور قرآن کریم کی تعلیم آپ کے سامنے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری عبادت اور

(بقیہ برص ۱۴)

۱۔ الاربعہ الی مکارم الشریعہ ۱۲ ۲۔ رواہ ابن ماجہ وصحہ فی الجامع الصغیر۔

الصیام = روزہ

ہمارے اعمال سے غنی ہے اس نے روزہ جو ہم پر فرض کیا
ہے اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے اس طرح اس آیت کی جز
کتن با آتا ہے جو بت پرستوں اور اہل کتاب میں عام تھا
تتقون۔ تو لعل امید کے معنی میں آتا ہے اور یہ توقع و
امید مخاطبین کے اعتبار سے ہے متکلم کے اعتبار سے نہیں۔
مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہارے متقی بننے کا سامان تیار
کردیا ہے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم اس سے فائدہ اٹھا کر
متقی بنتے ہو یا نہیں۔ جو شخص روزہ کے پورے حقوق ادا
سرانجام دے گا اور عبادت کی نیت اور جذبہ ایمان سے
اس اہم عبادت کی ادائیگی کرے گا اس کا روزہ اس کو متقی
اور پرہیزگار بنا دے گا اور جو اس طرح نہیں کرے گا اس
سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔